بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین ﷺ

قبر پر لوبان اور اگربتی جلانا کیسا؟

تصنیف لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

عرضِ ناشر

قبر پر اگربتی، لوبان وغیرہ جلانے کا شرعی حکم کیا ہے؟ عوام اس سے سمجھتے ہیں کہ ہم اہلِ مزار یا اہلِ قبور کو خوش کر رہے ہیں یا اس سے قبر والے کی بھلائی ہے۔

قبروں پر موم بتیاں اور اگربتیاں نہیں جلا سکتے ہاں اگر تلاوتِ قرآن وغیرہ کرنا ہو تو ضرورتاً اُجالا حاصل کرنے کے لئے قبر سے ہٹ کر موم بتی جلا سکتے ہیں اسی طرح حاضرین کو خوشبو پہنچانے کی نیت سے قبر سے ہٹ کر اگربتیاں جلانا جائز ہے مگر مزاراتِ اُولیاء کے پاس چراغ جلانا جائز ہے۔

اس مسئلے کی وضاحت حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ نے اس کتابچے میں خوب کی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر دراز بالخیر فرمائے۔

خادمِ عطار و اُویسی

محمد کاشف اشرفی عطاری

بزم فیضانِ اُویسیه
www.Faizahmedowaisi.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ الصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

اما بعد! ہمارے ہاں بعض خوش عقیدت حضرات بعض عوام کی قبروں پر اگربتی اور لوبان وغیرہ سلگاتے ہیں اس سے سمجھتے ہیں کہ ہم اہل مزار واہل قبور کو خوش کر رہے ہیں یا اس میں ان کی بھلائی ہے حالانکہ یہ فعل مکروہ ہے۔ ہاں ان کو خوش کرنے اور ان کی بھلائی کے دیگر بے شمار طریقے ہیں مثلاً ان کے لئے قرآن پڑھ کر ثواب بخشنا و دیگر ایصالِ ثواب کے طریقے جو اہل سنت میں مشہور ہیں۔ ایسا عمل جو شرعاً مکروہ ہو اس سے اہل قبور کو خوشی اور راحت کے بجائے ناگواری ہوتی ہے جو فعل ناگوار ہو اس کا نہ کرنا بہتر ہے۔ فقیر اس رسالہ میں چند عبارات رسالہ کشف الستور سے نقل کرکے اور کچھ اپنے اضافہ سے مسئلہ کی توضیح کرتا ہے تاکہ اہل اسلام کا بھلا ہو اور اہل مزارات و اہل قبور کی ناگواری سے پرہیز نصیب ہو۔

مسئلہ مذکور کو سمجھنے کے لئے یہ چند امور ملاحظہ ہوں

(۱) ہمارے نزدیک صاحب قبر اہلِ دنیا کے ہر عمل سے باخبر ہوتے ہیں۔ جو عمل انہیں فائدہ دیتا ہے اس پر اہل عمل کو دعا دیتے ہیں اور جو عمل انہیں ناگوار ہوتا ہے اس سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں لیکن ہم نہیں سمجھ سکتے۔

(۲) خواص یعنی انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم اور عوام کی قبور کے احکام جدا جدا ہیں۔ جو علمائے اہل سنت کی تصانیف میں ہر ایک کے احکام کی تفصیل موجود ہے۔

(۳) خواص یعنی انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام کے مزارات تو معظم و مکرم ہیں ہی کہ ان کی معمولی بے ادبی بھی سوء خاتمہ و عذابِ آخرت کا موجب ہے۔ عام قبور کی عظمت کے لئے بھی سخت تاکید وارد ہے۔ تفصیل فقیر کے رسالہ احترام قبور میں لکھ دی ہے۔ چند احادیث یہاں ذکر کی جارہی ہیں۔

احادیث مبارکہ در احترامِ قبور

(۱) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لان امشی علی جمرۃ او سیف او اخصف نعلی برجلی احب الی من ان امشی علی القبر۔

(ابنِ ماجہ شریف مطبوعہ فاروقی دہلی، صفحہ ۱۱۳، الترغیب والترہیب، صفحہ ۵۱۸)

یعنی میں آگ یا تلوار پر چلوں یا اپنا جوتا اپنے پاؤں سے گانٹھوں یہ مجھے بہ نسبت اس کے زیادہ پیارا ہے کہ قبر پر چلوں۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باسناد حسن مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

لان اطأ علی جمرة احب الی من ان اطأ علی قبر مسلم۔ (الترغیب والترہیب، صفحہ ۵۱۸)

یعنی مجھے انگارے پر چلنا قبرِ مسلم پر پاؤں رکھنے سے زیادہ پسند ہے۔

قاعدہ شرعیہ

جو احکام حضور ﷺ کسی امر کی طرف منسوب فرمائیں اس میں اُمت کے لئے شرعی اصول کا اظہار ہوتا ہے مثلاً یوں فرمایا کہ میں کسی قبر پر قدم رکھنا گوارا نہیں کرتا اور احتیاط اتنی کہ انگاروں پر قدم رکھ لوں لیکن کسی قبر پر قدم نہ رکھوں۔ اس میں امتی کو تنبیہ ہے کہ کسی قبر پر قدم نہ رکھنا، دوسری طرف اگر انگارے پڑے ہوں اس پر قدم رکھ لینا لیکن کسی قبر پر قدم رکھ کر اس کی بے حرمتی نہ کرنا۔

اس میں قبور کے احترام کی زبردست تاکید ہے۔ قطع نظر اس انتباہ کے حضور ﷺ کے جس قبر پر قدمین اطہر آجائیں تو ہزاروں جنتیں قربان کی جائیں وہ قبر تو روضة من ریاض الجنة ہو جائے لیکن آپ ﷺ نے امت کی تعلیم کے لئے ایسے فرمایا جیسے مذکور ہوا۔

(۳) عوام کی قبور کے لئے احکام اور ہیں انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء کے احکام اور۔ اولیاء کے مزارات پر عوام کی قبور کا قیاس نہیں ہو سکتا کیونکہ اولیاء کرام بہ نصِ قطعی بے خوف و مامون ہیں۔ لہٰذا وہاں کوئی ظاہری بدفالی اثر انداز نہیں ہاں عوام قبور کے لئے بدفالی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

ترجمہ : سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (پارہ ۱۱، سورہ یونس، آیت ۶۲)

فائدہ

جب ہر طرح خوف وحزن سے مامون و محفوظ ہیں تو ان کے لئے وہ تصور نہ ہوگا جو عوام کے لئے ان کی قبور میں خوف وحزن کا تصور ہے اس کی تفصیل آئے گی۔ (انشاء اللہ)

اولیاء کرام کے مزارات پر روشنی چراغاں کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ان کی عظمت وشان کا اعلان ہوگا کہ لوگ وہاں آئیں، استفادہ کریں، بے ادبی و بے ہودگی سے بچیں یہ وجہ وجہ جواز ہے۔ اسی وجہ سے فقہاء کرام نے مزارات اولیاء پر غلاف وغیرہ جائز قرار دیا۔

(۱) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

وکرہ بعض الفقہاء وضع الستور والعمامۃ والثیاب علیٰ قبور الصالحین والاولیاء وقال فی فتاویٰ الحجۃ وتکرہ الستور علی القبور اھ ، ولکن نحن نقول الان اذا قصد بہ التعظیم فی عیون العامۃ حتی لا تحتقروا صاحب القبر ولجلب الخشوع والادب للغافلین الزآئرین فھو جائز لان الاعمال بالنیات۔ (ردالمحتار مطبوعہ کتاب الحظر والاباحۃ فی اللبس ،جلد۵،صفحہ۳۱۹)

یعنی بعض فقہاء نے غلاف اور عمامہ اور کپڑوں کا صالحین اولیاء کے مزارات پر چڑھانا مکروہ رکھا۔فتاویٰ حجۃ میں کہا کہ قبروں پر غلاف چڑھانا مکروہ ہے انتہی۔لیکن ہم فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں اگر اس سے عوام کی نگاہوں میں تعظیم مقصود ہواور زیارت کرنے والے غافلوں کو اس سے ادب وخشوع کے لئے ابھارا جائے تو جائز ہے۔اس لئے کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہاں زائرین کا ہجوم اور ذکر وتلاوت کی دھوم ہوتی ہے لہٰذا زائرین وذاکرین کے سکونِ دماغ اور احترام قرآن پاک کے باعث جائز جیسے کہ سہولت زائرین وذاکرین بلکہ آسانی راہ گیر کے سبب قبر پر چراغ روشن کرنے کی اجازت ہے۔

(۲) سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

ان النبی ﷺ دخل قبر الیلا اذا سرج لہ سراج فاخذ من قبلہ القبلۃ وقال رحمک اللہ ان کنت لا واھا تلاء للقران وکبر علیہ اربعا۔ (ترمذی باب الدفن باللیل ،جلد۱، مشکوٰۃ باب الدفن ،صفحہ۱۲۲)

یعنی حضور اکرم ﷺ ایک رات ایک قبر میں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کے لئے چراغ روشن کیا گیا۔حضور ﷺ نے میت کو قبلہ کی طرف سے لیا اور فرمایا خدا تجھ پر رحم کرے تو بہت آہیں کرنے والا ،قرآن پڑھنے والا تھا پھر آپ ﷺ نے دفن سے پہلے چار بار اللہ اکبر کہا۔

(۳) مجمع البحار میں ہے

وان ثم مسجدا او غیرہ ینتفع فیہ التلاوۃ الذکر فلا باس باسراج فیہ۔

(حاشیہ نسائی ،باب السراج علی القبور ،جلد۱،صفحہ۲۸۷)

یعنی اگر قبر کے پاس مسجد وغیرہ ہو کہ چراغ روشن کرنا تلاوت وذکر کے لئے مفید ہو تو وہاں چراغ جلانے میں حرج نہیں۔

(۴) امام عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ، جلد۲، صفحہ ۴۲۹ پر فرماتے ہیں

قال الوالد رحمه الله فی شرح الدرر من مسائل متفرقة اخراج الشموع الی القبور بدعة واتلاف مال کذافی البزازیة اه وهذا کله اذا اخل من فائدة واما اذا کان موضع القبور مسجد او علی طریق اوهناك احد جالس او کان قبر علی من الاولیاء او عالم من المحققین تعظیما الروحه المشرقة علی تراب جسده کاشراق الشمس علی الارض اعلاما للناس انه ولی لیت برکوابه ویدعوالله تعالیٰ عنده فیستجاب لهم فهو امر جائز لامنع منه والاعمال بالنیات۔

یعنی حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ درر غرر میں مسائل متفرقہ سے بیان فرمایا کہ قبروں کی طرف شخص شمعیں لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے جب کہ بزازیہ میں ہے یہ سب اس وقت ہے جب بالکل فائدہ سے خالی ہو اور اگر شمعیں روشن کرنے میں فائدہ ہو کہ موضع قبور میں مسجد ہے یا قبور سرِ راہ ہے یا وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے یا مزار کسی ولی اللہ یا عالم محقق کا ہے وہاں شمعیں روشن کریں۔ ان کی روح مبارک کی تعظیم کے لئے جو اپنے بدن پاک کی خاک پر ایسی تجلی ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر تا کہ اس روشنی کرنے سے لوگ جانیں کہ یہ کسی ولی اللہ کا مزارِ پاک ہے وہاں سے برکت حاصل کریں، خدا سے دعا کریں کہ ان کی دعا قبول ہو تو یہ امر جائز ہے۔ اس سے اصلاً ممانعت نہیں اور اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

(۵) حضرت شاہ عبدالحق محقق ومحدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سفر العادۃ کی عبارت دربارہ ممانعت چراغ نقل فرما کر اس پر تفریع فرمائی

دور آخر زماں بحت اقتصار نظر عوام بر ظاهر مصلحت در تعمیر وترویج مشاهد ومقابر مشائخ وعظما دیده چیز ها افزووند از انجا ابهت شوکت اهل اسلام وارباب صلاح پیدا آید خصوصا دردیار هندوستان که اعداء دین از هنود و کفار بسیار اندو ترویج واعلائے شان ایں مقامات باعث رعب واتقیاد الیشان است وبسا اعمال وافعال واوضاع که درزمان سلف از مکروهات بوده در آخر زمان از مستحسنات گشته ۔ (شرح سفر العادہ، صفحہ ۲۷۲)

www.Faizahmedowaisi.com

یعنی آخر زمانہ میں عوام کی کوتاہ نظری کے باعث ظاہری مصلحت مشائخ و بزرگان کے مزارات و مقابر کی تعمیر و ترویج کو دیکھ کر کچھ چیزوں کا اضافہ کیا تاکہ اس کے باعث اہل اسلام اور نیکوکاروں کی بزرگی اور شوکت کا اظہار ہو خصوصاً ہندوستان (برصغیر) میں کہ دین کے دشمن ہنود و کفار بہت ہیں اور ان مقامات کی بلندی اور رواج ان کی اطاعت و رعب کا باعث ہے اور بہت سے اعمال اور افعال اور ترتیبیں کہ زمانہ سلف میں مکروہ تھیں آخر زمانہ میں مستحب ہو گئیں۔

قبورعوام کے احکام

من حیث القبر تعظیم اپنے مقام پر لیکن اس کے احکام، مزاراتِ اولیاء کے احکام سے جدا ہیں۔ چنانچہ فقہاء نے لکھا کہ اگر قبر از قبور عوام ہے کہ نہ وہاں زائرین کا اژدہام نہ ذکر و تلاوت کی دھوم دہام بلکہ محض صاحب کے لئے یہ اہتمام اور یہی داخل عرف عام اور یہ خیال، خیالِ خام ہے کہ اگر جنتی ہے تو دریچہ جنت کھلا ہے وہ اس اگر و نجور سے مستغنی ہے اور اگر معاذ اللہ صورت دیگر ہے تو استفادہ سے نفی اور اس اضاعت مال کا وبال سر پر علاوہ بریں۔ یہاں کے قبرستان میں خالی از قبور جگہ ملنے پر بھی کوئی خبر نہیں نیز یہ صاحب قبر کے لئے فال بد ہے کہ آگ ہے اور آگ سے خدا ہر مسلمان کو محفوظ رکھے جس طرح کہ قبر پر پانی چھڑکنا فال حسن ہے۔

(۱) حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لمعات میں فرمایا

التفاؤل باستنزال الرحمت وغسل الخطایا وتطہیر الذنوب۔ (حاشیہ مشکوٰۃ، صفحہ ۱۴۳)

یعنی پانی قبر پر چھڑکنا نزولِ رحمت اور خطاؤں کے دھلنے اور گناہوں سے پانی ہونے کا فال ہے۔

(۲) اسی طرح قبر پر آگ لے جانا فال بد ہے۔ حضرت علامہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

باج الاجر اثر النار فیکرہ فی القبر للتشاؤم۔ (طحاوی علی مراقی الفلاح مطبوعہ مصر، صفحہ ۳۶۹)

یعنی پکی اینٹ قبر میں لگانا بدفالی کی بناء پر مکروہ ہے کہ پکی اینٹ میں آگ کا اثر ہے۔

جب اینٹ صرف آگ کا اثر پا کر قبر میں لگنے کے قابل نہیں رہی تو خود آگ کا وہاں لے جانا کس قدر نامبارک ہوگا۔

(۳) مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقت وفات اپنے صاحب زادے کو یہ وصیت فرمائی

اذا انا مت فلاتصبحنی نائحۃ ولا نار۔ (مشکوٰۃ شریف، باب الدفن، صفحہ ۱۴۳)

یعنی جب میری وفات ہو جائے تو نہ میرے پاس کوئی نوحہ کرنے والی عورت رہے نہ آگ۔

(۴) حضرت سیدتنا اسماء بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل خانہ کو وصیت فرمائی جسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے

مؤطا میں نقل فرمایا

اجمرو اثابی اذامت ثم حنطونی ولا تذروا علی کفنی حناطا ولا تبعون بنار۔

(مصفی وتوی شرح موطا مطبوعہ فاروقی دہلی، جلد ا، صفحہ ۱۹۳)

یعنی جب میری وفات ہو جائے تو میرے کفن کو خوشبو کی دھونی دو مجھ پر خوشبو ملو لیکن میرے کفن پر خوشبو نہ چھڑکو اور میرے پیچھے آگ نہ بھیجو۔

(۵) موطا امام محمد میں حضرت سعید ابن ابی سعید مقبری سے مروی ہے

ان ابا ہریرۃ نہی ان یتبع بنار بعد موتہ او بمجمرۃ فی جنازتہ۔ (موطا امام محمد، صفحہ ۱۳۱)

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنازہ کے آگ بھیجنے اور خوشبو جلانے سے منع فرماتے تھے۔

(۶) حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تنویر الحوالک شرح موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح موطا امام محمد میں فرمایا

قال ابن عبدالبر قدر روی النہی عن ذالک من حدیث ابن عمر عن النبی ﷺ۔

(تنویر الحوالک مطبوعہ مصر، ۲۲۶ شرح موطا امام محمد)

یعنی حضرت علامہ محدث ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی ممانعت حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے خود حضور ﷺ سے مروی ہے۔

بزم فیضان اویسیہ

(۷) حضرت امام محمد تلمیذ رشید سراج الامہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ اپنی کتاب مستطاب مؤطا میں فرمایا

بہذا نا خذ وہو قول ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ (موطا امام محمد، صفحہ ۱۳۱)

یعنی ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے۔

(۸) ان ہی کی کتاب مستطاب کتاب الآثار میں ہے

ویجمر وترا ولایکون اخر زادہ الی القبر نارا تبیع بہ (الی ان قال) وہو قول ابی حنیفۃ۔

(کتاب الآثار مترجم مطبوعہ اسٹیم پریس لاہور، ۷۶)

یعنی میت کے تختۂ غسل کو تین یا پانچ بار دھونی دی جائے اور میت کا قبر کی طرف آخری توشہ آگ نہ ہو جو اس کے لئے بھیجی جائے۔

(۹) مؤطا امام مالک میں حضرت یحییٰ سے مروی وہ فرماتے ہیں کہ

سمعت مالکا یکرہ ذلک۔ (تنویر الحوالک، ۲۲۶)

یعنی میں نے امام مالک سے سنا وہ بھی اسے مکروہ فرماتے تھے۔

(۱۰) فتاویٰ عالمگیری میں ہے

وایقا والنار علی القبور فمن رسوم الجاهلیة والباطل والفرور کذافی المضمرات۔

(عالمگیری باب التعزیہ، ۸۶)

یعنی قبروں پر آگ جلانا جاہلیت اور باطل وبیہودہ رسموں میں سے ہے۔ جیسا کے مضمرات میں ہے۔

(۱۱) طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے

لایکرہ الا جمار فیہ بخلاف القبر۔ (طحطاوی مطبوعہ مصر، صفحہ ۳۶۹)

یعنی (تختہ غسل یا کفن کو دھونی دینے کے لئے) گھر میں خوشبو سلگانا مکروہ نہیں بخلاف قبر (قبر پر خوشبو جلانا مکروہ ہے)۔

(۱۲) بنایہ شرح ہدایہ میں ہے

ویکروہ الاجمار بالنار عندالقبر۔ (بنایہ المعروف بہ عینی، جلد ۱، صفحہ ۱۱۲۷)

یعنی قبر کے پاس آگ سے خوشبو جلانا مکروہ ہے۔

(۱۳) حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

عادت اهل جاهلیت بود که آتش همراه میت می فرستادند تا برائے نجور و جزآں کار آید

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ مطبوعہ نو کشور لکھنو، جلد ۱، صفحہ ۶۴۳)

www.FaizAhmedOwaisi.com

یعنی زمانہ جاہلیت والوں کی عادت تھی کہ میت کے ساتھ آگ بھیجتے تھے تا کہ خوشبو بخور وغیرہ جلانے کے کام آئے۔

(۱۴) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے مصفیٰ شرح موطا میں لکھا

مکروه است همراه جنازه بردن آتش را۔ (مصفیٰ، جلد ۱، صفحہ ۱۹۳)

یعنی جنازہ کے ہمراہ آگ بھیجنا مکروہ ہے۔

(۱۵) ان ہی نے مسوی شرح مؤطا میں لکھا

وعلیه اهل العلم وکان ذالك من عمل الجاهلیة۔ (مسوی برحاشیہ مصفیٰ، جلد ۱، صفحہ ۱۹۴)

یعنی علماء کا اسی پر عمل ہے اور آگ لے جانا جاہلیت کا کام ہے۔

فائدہ

بعض لوگ خوشبو کے خیال پر اگر بتی اور لوبان سلگاتے ہیں یہ صحیح نہیں ہاں قبر پر بجائے اگر بتی اور لوبان کے پھولوں کی خوشبو کریں اور پھول قبر پر ڈالیں کہ مقصود حاصل اور میت کے لئے بھی نافع

چہ خوشبو بود کہ بر آید زیلک کرشمہ دو کار

فتاویٰ عالمگیری میں ہے

وضع الورد والریاحین علی القبور حسن۔ (عالمگیری، کتاب الکراہیۃ، جلد۱، صفحہ ۱۱۰)

یعنی گلاب اور پھولوں کا قبر پر رکھنا اچھا ہے۔

حضرت فخر الدین محب اللہ الحرز الوجین شرح حص حصین میں فرماتے ہیں

نہادن گل وریاحین بر قبور حسن است زیرا چہ مادامی کہ تراست تسبیح میکند ومیت را از تسبیح وے انس است کذافی کنز العباد۔ (الحرز الوجین مطبوعہ نولکشور لکھنو، صفحہ ۳۶۴)

یعنی گلاب اور پھولوں کا قبر پر رکھنا اچھا ہے کہ جب تک تر ہیں تسبیح کرتے ہیں اور میت کو اس کی تسبیح سے انس ہوتا ہے۔ جیسا کہ کنز العباد میں ہے۔

فائدہ

قبور پر پھول وغیرہ رکھنے کے ثبوت کے لئے فقیر کا رسالہ ''مزارات پر پھول ڈالنا'' پڑھئے۔

خیر خواہانہ مشورہ

اہلِ سنت اہلِ قبور سے پیار رکھتے ہیں اور اہلِ مزارات کے تو عشاق ہیں اسی لئے نجدیوں نے ان کا نام قبوری مذہب رکھا ہے حالانکہ بات صرف اتنی ہے کہ اولیاء اللہ اہل سنت کے نزدیک اپنے اپنے مزارات میں برزخی حیات سے زندہ ہیں۔ اسی لئے ان کی عقیدت ومحبت اسی طرح قائم ہے جیسے ان کے دنیوی زندگی میں تھی اور عام اہل قبور بھی اپنی قبور میں برزخی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں۔ انہیں اہل دنیا کی استغفار، دعا وخیرات وصدقات اور قرآنی خوانی سے ایصال ثواب کی بڑی ضرورت ہے۔ جو بھی ان کے ساتھ خیر خواہی یا محبت کا اظہار کرنا چاہتا ہے تو لوبان اور اگر بتی ولوبان سے فائدہ کے بجائے نقصان ہے۔ ہاں اسی خرچہ کے مطابق شرینی وغیرہ پر ختم دلا کر ان کے لئے ایصال ثواب کرے یا کم از کم سورۂ اخلاص تین مرتبہ یا گیارہ مرتبہ یا قرآن مجید کامل ختم یا بعض سورتیں مثلاً سورۂ یسین، سورۂ ملک، سورۂ مزمل وغیرہ

پڑھ کراس کی روح کوثواب بخشے۔اس سے اہل قبر کواگر عذاب میں مبتلا ہے تو عذاب سے نجات ملے گی اور اسے قبر میں ثواب ڈھیروں ڈھیر نصیب ہوگا جس سے وہ قبر میں آسودگی اور آرام پائے گا۔چند روایات وحکایات عرض ہیں۔

فرمان حبیب خدا ﷺ

احمد وطبرانی وبیہقی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کے دفن کا واقعہ نقل کر کے روایت کی

سبح النبی ﷺ ثمر کبر وکبر الناس قالو یارسول اللہ لم سبحت قال لقد تضایق علیٰ ھذ االرجل الصلح قبرہ حتی فرج اللہ تعالیٰ عنہ۔

یعنی بعد دفن حضور ﷺ نے سبحان اللہ فرمایا پھر اللہ اکبر حضور ﷺ نے بھی فرمایا اور دیگر حضرات نے بھی،لوگوں نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ ﷺ تسبیح وتکبیر کیوں پڑھی۔ارشاد فرمایا کہ اس صالح بندے پر قبر تنگ ہوگئی تھی اللہ تعالیٰ نے قبر کو کشادہ فرمایا۔

اس کی شرح میں علامہ طیبی فرماتے ہیں

ای صاذت مکبر وتکبرون واسبح وتسبحون حتی فرجہ اللہ۔

یعنی ہم اور تم لوگ تسبیح وتکبیر کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے قبر کشادہ فرمادی۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

مامن شی انجی امن عذاب اللہ من ذکر اللہ۔

(رواہ الامام احمد عن معاذ بن جبل وابن ابی الدنیا و البھیقی عن ابن عمر رضی اللہ عنھم)

یعنی اللہ کے ذکر سے کوئی شے بڑھ کر نہیں جو قبر کے عذاب سے امن وقرار بخشے۔

فائدہ

حدیث سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واضح ہوا کہ صرف سبحان اللہ کہنے سے قبر کی تنگی کشادگی سے بدل گئی پھر اس خوش قسمت اہل قبر سے بڑھ کر اور کون ہوگا جس کے لئے قرآن مجید یا چند سورتیں یا کم از کم سورۂ اخلاص چند بار پڑھ کر ایصال کیا جائے یا اس کے لئے خیرات وصدقات کا ثواب بخشا جائے۔

اگر بتی لوبان سے بڑھ کر مذکورہ بالا طریقہ مفید ہوا بلکہ اگر بتی ولوبان تو الٹا کراہت کی وجہ سے اہل قبر کو نقصان ہوا۔

قبوری مذہب

اگر نجدیوں نے طعن کے طور پر اہل سنت کو قبوری مذہب ملقب کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہی قبوری مذہب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جاری ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خلال نے جامع میں شعبی سے روایت کی کہ ایک انصاری میں سے کوئی انتقال کرجاتا تو وہ اس کی قبر پر آتے جاتے اور قرآن پڑھتے۔ (شرح الصدور)

سورۂ اخلاص

ابو محمد سمرقندی نے سورۂ اخلاص کے فضائل میں ذکر کیا کہ جس نے قبرستان سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی اور اس کا ثواب مُردوں کو بخش دیا تو مُردوں کی تعداد کے مطابق اسے اجر ملے گا۔

سورتوں کا فائدہ

ابو القاسم سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو قبرستان پر گزرا اور اس نے سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص اور الھکم التکاثر پڑھی پھر یہ دعا مانگی کہ اے اللہ! میں نے جو قرآن پڑھا ہے اس کا ثواب مومن مرد اور عورت دونوں کو دینا تو وہ قبر والے قیامت کے دن اس کی شفارش کریں گے۔

قبور میں ثواب کی تقسیم

قاضی ابوبکر بن عبد الباقی انصاری نے سلمہ بن عبید سے روایت کی انہوں نے کہا حماد مکی نے بتایا کہ ایک رات میں مکہ کے قبرستان کی طرف چلا گیا اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا تو دیکھا کہ قبر والے حلقہ در حلقہ کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا قیامت قائم ہوگئی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ ہاں ہمارے ایک بھائی نے سورۂ اخلاص پڑھ کر ہم کو ثواب پہنچایا تو وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کررہے ہیں۔

www.Faizahmed-Owaisi.com

سورۂ یٰسین کافائدہ

عبد العزیز جو خلال کے ساتھی انہوں نے روایت کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قبرستان میں "یٰسین" پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کی برکات سے مُردوں کے عذاب میں تخفیف فرمادے گا اور پڑھنے والے کو مُردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا۔

فائدہ

قرطبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث کہ "اپنے مُردوں کے پاس یٰسین پڑھو" دو احتمال رکھتی ہے۔ ایک تو یہ کہ مرتے وقت اور دوسرا یہ کہ قبر پر۔ پہلا قول جمہور کا ہے اور دوسرا عبد الواحد مقدسی کا ہے اور ہمارے علمائے متاخرین میں سے محب طبری نے اس کو عام رکھا۔ امام غزالی نے احیاء میں اور عبد الحق نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم سے روایت کرتے ہوئے عاقبت

میں بیان کیا کہ جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۂ فاتحہ معوذتین اور اخلاص پڑھو اور ان کا ثواب اہل قبر کو پہنچا دو کیونکہ یہ پہنچتا ہے۔(شرح الصدور)

قرطبی نے کہا کہ ایک قول یہ ہے کہ پڑھنے کا ثواب پڑھنے والے کو ہے اور میت کو سننے کا ثواب ہے۔اسی لئے تو نصِ قرآنی کے بموجب قرآن سننے والے پر رحم ہوتا ہے۔قرطبی فرماتے ہیں کہ خدا کے کرم سے کچھ بعید نہیں کہ وہ پڑھنے اور سننے دونوں کا ثواب مردے کو پہنچا دے۔حنفیوں کے فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ جو میت کو مانوس کرنا چاہے تو وہ قبر کے پاس قرآن پڑھے۔ورنہ جہاں چاہے پڑھے کیونکہ خدا ہر جگہ کی قرأت سننے والا ہے اور ثواب ہر جگہ سے پہونچتا ہے۔

منکرین ایصالِ ثواب کا رد

بعض لوگ سرے سے اہلِ قبور کے لئے ایصالِ ثواب کے ہی منکر ہیں ان کے رد میں علامہ قرطبی نے کہا کہ ہمارے بعض علماء نے میت کو ثواب پہنچنے پر حدیث سے استدلال کیا ہے اور وہ یہ کہ حضور اکرم ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے تو آپ ﷺ نے ایک تر شاخ منگائی اور اس کے دو ٹکڑے کئے اور ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا لگا دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ تر رہیں گی قبر والوں سے عذاب میں تخفیف ہو گی۔خطابی نے کہا کہ علی نے اس کے معنی یہ بتائے کہ چیزیں جب تک اپنی اصلیت پر رہتی ہیں سرسبز رہتی ہیں یا تر رہتی ہیں۔خدا کی تسبیح سے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے تو مؤمن قبر کے پاس اگر قرآن پڑھے گا تو کیا حال ہو گا۔پھر قبروں کے پاس درخت لگانے میں اصل یہی ہے یوں قبر پر پھول ڈالنا،سبز ٹہنیاں رکھنا وغیرہ۔اور ابن عسا کر نے حماد بن سلمہ کی سند سے روایت کیا کہ ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ ایک قبر پر گزرے قبر والے پر عذاب ہو رہا تھا تو آپ ﷺ نے ایک ٹہنی اس پر لگا دی اور فرمایا کہ امید ہے اس سے عذاب کی کمی ہو۔

بہرحال اموات کے لئے اجر و ثواب کے اسباب بنانے چاہئیں تاکہ انہیں عذاب سے تخفیف یا رفع درجات ہو۔

www.Faizahmedowaisi.com

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۶ ربیع الآخر ۱۴۲۱ھ